اشارات

آج ' جب یہ سطور تحریر کی جا رہی ہیں' جہادِ افغانستان ایک انتہائی نازک اور سنگین مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے۔ کل کیا ہو گا' کوئی کہہ نہیں سکتا۔ اہلِ بصیرت کے لیے امید' اضطراب اور عبرت کا پورا سامان موجود ہے۔ مجاہدین کے مختلف لشکر کابل کے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔ روس کا آخری ایجنٹ نجیب اللہ اقتدار چھوڑ چکا ہے' اقوام متحدہ کے ان سارے منصوبوں کے تارو پود بکھر کر رہ گئے ہیں جن کا مقصد کابل میں مجاہدین کی حکومت کی راہ روکنا تھا۔ لیکن ساتھ ہی' آنے والے لمحات میں خانہ جنگی اور خوں ریزی کے سنگین خطرات بھی موجود ہیں۔ اس لمحہ مجاہدین کے اخلاص' تدبر' حکمت ' اور بے غرضی کا امتحان ہے۔ یہ آنے والا کل ہی بتائے گا کہ کاتبِ تقدیر نے "**لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی**" کے قاعدہ کلیہ کے تحت افغانستان کے لیے کیا مقدر کر رکھا ہے۔

"اسلامی جمہوریہ افغانستان" جب روسی اور روس نواز کیمونسٹوں کے پنجہ ستم کا شکار بنا تو وہاں کی اسلامی تحریک سے وابستہ نوجوانوں نے اس سرخ سیلاب کے آگے بند باندھنے کا فیصلہ کرتے ہوئے جہاد و ہجرت کا راستہ اپنا لیا۔ ظاہری' مادی اسباب کی بنیاد پر ان کا یہ فیصلہ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا' کیونکہ ان شاہین صفت نوجوانوں نے صرف ایمان کے ہتھیار سے مسلح ہو کر اپنا کٹھن سفر شروع کیا تھا۔ اس وقت ان کی مثال قرآن میں مذکور ان اصحابِ کہف کی سی تھی جن کے متعلق ارشاد ہوا کہ:

اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّھِمْ وَ زِدْنٰھُمْ ھُدًی ○ وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلٰھًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا (الکہف۔ ۱۳'۱۴)

وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی۔ ہم نے ان کے دل اس وقت مضبوط کر دیے۔ جب وہ اٹھے اور انہوں نے یہ اعلان کردیا کہ ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے اگر ہم ایسا کریں تو بالکل بے جا بات کریں گے۔

فرق صرف یہ تھا کہ اصحابِ کہف نے ہجوم باطل میں نعرہ توحید بلند کرکے' شرک و فساد کے ماحول سے ہجرت کرتے ہوئے' ایک غار میں پناہ لی تھی' اور افغان نوجوان باطل سے ٹکرانے کا عزم کرتے ہوئے' دوبارہ لوٹ آنے کے لیے' تحریک اسلامی' پاکستان کے پاس آگئے تھے۔ اس وقت دنیا کی کوئی حکومت ان مجاہدوں کی پشت پر نہیں تھی۔ پاکستانی حکومت سے بھی انکا کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔ وہ محض اسی یقین پر پاکستان آگئے تھے کہ تحریک اسلامی کے پاس جائیں گے تو وہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے ہماری نصرت کرے گی۔

الحمد للہ' اللہ تعالیٰ نے تحریک اسلامی کو یہ حوصلہ دیا کہ وہ ان کے اعتماد پر پورا اتری۔ ایک عرصے تک نوجوان افغان مجاہد تحریکِ اسلامی کے مہمان رہے' اور اپنے مقصد کے حصول کی سعی بھی کرتے رہے' مگر جہاد کا سفر جس انداز میں وہ شروع کرنا چاہتے تھے اس کے لیے ابھی مطلوبہ وسائل میسر نہ تھے۔

۱۹۷۴ء سے لے کر ۱۹۷۸ء تک افغانستان کے سابق صدر داؤد اور ان کے ساتھی کیمونسٹوں کے مقابلے میں افغان مجاہدین کی کھلم کھلا مدد کرنے کے لیے دنیا کا کوئی ملک بھی تیار نہیں تھا۔ البتہ پاکستان نے' جہاں اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی' اس عرصے میں تقریباً ۵ ہزار افراد کو پناہ دی' اور بعض افغان مجاہدین نے اپنے طور پر کچھ فوجی تربیت بھی حاصل کرلی۔

۱۹۷۸ء میں جب نور محمد ترہ کی کا "انقلابِ ثور" رونما ہوا تو اس وقت یہاں جنرل محمد ضیاء الحق کا مارشل لاء نافذ تھا۔ اس انقلاب کے بعد افغان عوام کی وسیع اور عمومی ہجرت شروع ہوگئی۔ اس عمومی ہجرت کا بنیادی سبب بھی یہ تھا کہ جہاد کے سربراہان پہلے سے پاکستان میں موجود تھے۔ اگر انجینئر حکمت یار' استاد ربانی' مولوی یونس خالص' صبغۃ اللہ مجددی' مولوی نصر اللہ منصور اور جلال الدین حقانی کی طرح کے لوگ یہاں موجود نہ ہوتے تو بڑی تعداد میں مجاہدین کبھی اچانک پاکستان کا رخ نہ کرتے۔

وسیع پیمانے پر یہ عمومی ہجرت بھی' کسی حکومت پر بھروسے کی بجائے' صرف اللہ کی ذات پر

اعتماد کی بنیاد پر کی گئی تھی۔ بقول ایک مجاہد رہنما کے کہ "ہم نے تو صرف اس لیے مسلح جہاد کا آغاز کیا تھا کہ جب ہم اللہ کے دربار میں پیش ہوں تو منافق نہ کہلائیں' بلکہ یہ عرض کرسکیں کہ پروردگار ہم تو اپنی مقدور بھر کوشش کرکے تیرے حضور حاضر ہوگئے ہیں......"

اس وقت افغان مجاہدین کے پاس دیسی ساخت کے اسلحے کے سوا اور کوئی اسلحہ نہ تھا۔ بعد میں جب اللہ کی نصرت اور اس کی تائید ان کے شامل حال ہوگئی تو ان کی کم سے کم بنیادی ضروریات پوری ہونے لگیں۔ پاکستانی حکومت کو بھی اندازہ ہوگیا کہ روس افغانستان کو تختۂ جست بنا کر' اور جنگجو افغانوں کو ذریعہ بنا کر' پورے جنوبی ایشیا پر اپنی گرفت مضبوط کرنا چاہتا ہے' اور اس کا اگلا شکار پاکستان ہوگا' اس لیے اسے افغان مجاہدین کی مدد کرنا چاہیے۔ امریکہ نے اس مصلحت کی بنا پر پاکستان کی پشتیبانی کرنے کا فیصلہ کرلیا کہ اگر روس کو افغانستان میں قدم جمانے کا موقع مل گیا تو خلیج اور بحرِہند اس کی زد میں آجائے گا' اور اس طرح روس دنیا کی شہ رگ قابو میں آجانے کے زعم میں یورپ' جاپان اور امریکہ کو اپنی شرائط ماننے پر مجبور کردے گا۔ ویت نام میں زخم خوردہ امریکہ کو شروع میں تو یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ وہ روسی اثرات اور سرخ فوجوں کو افغانستان میں در آنے سے روک دے' مگر جب اس نے دیکھا کہ خود افغان عوام نے کمرِہمت کس لی ہے اور پاکستان نے بھی ان کی پشتیبانی کا فیصلہ کرلیا ہے تو وہ بھی اس نفع بخش سودے میں شریک ہوگیا۔ یورپین ممالک بھی روسی توسیع پسندی کا راستہ روکنے اور تیل کے سیال سونے کو اپنے لیے محفوظ کرنے کی خاطر افغان جہاد کے حق میں آواز اٹھانے لگے ---- مگر یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اس عالمی تائید کے باوجود بھی افغانستان کی اصل جنگ مجاہدین ہی نے لڑی۔ انھوں نے اپنی ہمت سے اس مبارک جہاد کا آغاز کیا' بے تحاشا قربانیاں دے کر اسے جاری رکھا اور اپنے ایمان صادق کی بنیاد پر اسے فتح تک پہنچایا۔ افغان مجاہدین کے پاس جہاد کے عروج کے زمانے میں بھی ہوائی جہاز کے مقابلے میں ہوائی جہاز' ٹینک کے مقابلے میں ٹینک' سکڈ میزائلوں کے مقابلے میں پیٹریاٹ' اور پکی قلعہ بند چھاؤنیوں کے مقابلے میں قلعہ بند چھاؤنیاں نہیں تھیں۔ وہ پوری دنیا کی تائید کے باوجود بے سروسامانی کا شکار تھے۔ بلکہ ان عالمی طاقتوں اور سازشی امدادیوں نے انھیں منتشر کرنے اور منظم نہ ہوسکنے کی ساری کوششوں میں بھرپور حصہ لیا۔ اپنے مفادات اور مقاصد کے حصول کی حد تک تو وہ افغان مجاہدین کی جدوجہد کی تائید کرتے رہے' لیکن مجاہدین کے ہاتھوں ایک خالص اسلامی مملکت کا قیام انھیں ہرگز گوارا نہیں تھا۔ چنانچہ ان امدادیوں کی پالیسی شروع ہی سے یہ رہی کہ روس کو کمزور کرنے اور اس کی فوجیں افغانستان سے نکالنے کی حد تک مجاہدین کی

تائید کی جائے، مگر خود مجاہدین کو کوئی منظم طاقت نہ بننے دیا جائے' تاکہ روسی خطرہ ٹل جانے کے بعد افغانوں کو بآسانی منتشر کیا جاسکے۔ اور افغانستان پر اپنے مفید مطلب ٹولے کو مسلط کیا جاسکے۔

افغان مجاہدین کے کئی لیڈروں کو بھی اس حقیقت کا کامل ادراک تھا۔ انہیں بخوبی اندازہ تھا کہ ایک دشمن کے پنجے سے نکلنے کے لیے اگر وہ دوسرے دشمن کی امداد قبول کرنے پر مجبور ہیں تو انہیں اس دوسرے دشمن کو بھی خود سے ایک فاصلے پر رکھنا ہے۔ انہوں نے براہ راست اس کی امداد قبول نہیں کی بلکہ پاکستان کو ذریعہ اور وسیلہ بنایا' دوسرے دشمن کے کسی ایک بھی فوجی کو سر زمین افغان پر قدم نہیں رکھنے دیا' یہاں تک کہ بعض افغان رہنماؤں نے بار بار دعوتوں کے باوجود بھی امریکی صدر کے ساتھ ملاقات تک سے انکار کردیا۔

اللہ کی مشیت یہ تھی کہ ان بے سرو سامان مجاہدین کے ذریعے کیمونزم کے نظریہ الحاد و لادینی کی جڑیں کاٹ دے' اور سوشلسٹ سوویت یونین کو انسانیت کے لیے سامان عبرت بنا دے۔ اسی مشیت خداوندی کا مظہر ہے کہ اس وقت سوشلسٹ سوویت یونین کی مختلف جمہوریتیں' باہم دست و گریبان اور اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں' اور افغانستان کے علاوہ وسطی ایشیا کے مسلمان بھی روسیوں کی گرفت سے آزاد ہوچکے ہیں اور اب اپنی اصل منزل "اسلامی مملکت کے قیام" کے لیے کوشاں ہیں۔

اس وقت بد نصیبی یہ ہے کہ افغانستان میں امریکی مقاصد تو پورے ہوچکے ہیں' جاپان و یورپ کی مصلحتیں اور مفادات بھی پورے ہوچکے ہیں' مگر افغان مجاہدین اور پاکستانی عوام جس بڑے مقصد کی خاطر قربانیاں دے رہے تھے ان کا پورا ہونا باقی ہے۔ جہادی کامیابیوں کا منطقی نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہوتی' اور اپنی مغربی سرحد پر پاکستان کو ایک دوست اسلامی ملک کی صورت میں اپنی اس مکمل تائید و حمایت کا صلہ بھی مل چکا ہوتا' جس کے لیے پاکستانی عوام نے بے انتہا تکالیف اور صعوبتیں برداشت کی تھیں۔ مگر امریکہ اور یورپی ممالک اپنے مفادات حاصل ہوجانے کے بعد اس بات پر کیسے آمادہ ہو سکتے تھے کہ جن مجاہدوں کی تاریخی جدوجہد اور بیش بہا قربانیوں کے نتیجہ میں ایشیا اور یورپ کا سیاسی نقشہ تبدیل ہوا ہے' وہ خود بھی ثمرات جہاد حاصل کرسکیں۔ چنانچہ وہ مسلسل مختلف ریشہ دوانیوں میں مشغول رہے' خصوصاً" اقوام متحدہ کو ذریعہ بنا کر یہ کوشش کی جاتی رہی کہ افغان مجاہدین میں اختلافات کی خلیج کو مزید وسیع کیا جائے' طوائف الملوکی کا بھوت ان پر ہمیشہ کے لیے مسلط کردیا جائے اور لسانی تعصبات کے بارود سے کوہ ہندو کش کی دھرتی کو پھاڑ ڈالا جائے۔

حال ہی میں امریکی سینٹر پریسلر نے پاکستان کا دورہ کیا تو اسلام آباد میں اپنی پریس کانفرنس کے دوران بڑے دھڑلے اور انتہائی ڈھٹائی سے یہ کہا کہ پاکستان سے لے کر مشرقی یورپ تک مسلمان ممالک کی مسلسل زنجیر' جس کے ساتھ وسطی ایشیا کی چھ ریاستیں بھی شامل ہیں' ہمارے لیے خطرہ ہے' اور ہم اس خطرے کو برداشت نہیں کرسکتے۔ چنانچہ اب اس زنجیر کو توڑنے کے لیے صیہونی' امریکی اور ان کی آلہ کار قوتوں کی سازشیں عروج پر ہیں۔

افغانستان میں قیامِ امن کے نام پر مجاہدین کو حکومت سے محروم رکھنے کے لیے اقوام متحدہ ایک ۵ نکاتی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ اس پروگرام کا پہلا نکتہ یہ رہا ہے کہ فوری طور پر جنگ بندی کی جائے۔ جنگ بندی سے ان کا مقصد یہ تھا کہ نجیب اللہ کی ڈوبتی کشتی کو بچایا جائے' اور افغانستان میں جو مجاہد گروپ جہاں قابض ہے اسے وہاں مستقل کردیا جائے' تاکہ باہم انتشار' انار کی اور طوائف الملوکی کی چنگاریوں کو شعلوں میں بدلا جاسکے۔

اقوامِ متحدہ نے آج تک جہاں بھی جنگ بندی کروائی ہے وہاں مسئلے کو کھٹائی میں ڈال دیا گیا ہے۔ کشمیر' فلسطین اور کوریا کی مثال ہمارے سامنے ہے' وہاں جنگ بندی کروائی گئی اور پھر مسئلے کو کمشنوں اور قراردادوں کے حوالے کرکے اسے مستقل رستے ناسور کی حیثیت دے دی گئی۔ اب یہ اللہ کا فضل ہے کہ نجیب نے خود ہی اپنی کشتی کو ڈبو دیا ہے۔

اقوامِ متحدہ کے امن فارمولے کا دوسرا نکتہ یہ رہا ہے کہ "بین الافغانی مذاکرات" کے نام سے نجیب' ظاہر شاہ اور مجاہدین میں سے من پسند نمائندگان کو ایک جگہ بٹھا کر اسے لوئی جرگہ کا نام دے دیا جائے' اور اس کے ذریعے اپنے مطلب کی ایک مخلوط حکومت قائم کروالی جائے' قطع نظر اس کے کہ مجاہدین اس جرگے پر رضامند ہوتے ہیں یا نہیں۔ امریکہ اور اقوام متحدہ کے پیش نظر اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں تھا کہ کسی قسم کی بھی' اور کسی گروہ کی بھی اسلامی حکومت کا راستہ روکنے کے لیے ایسے ہتھکنڈے اختیار کیے جائیں جن سے اقوام متحدہ کے ذریعے امریکی مداخلت کا راستہ ہمیشہ کھلا رہے۔

اقوامِ متحدہ کے اس فارمولے کے مقابلے میں مجاہدین نے جو امن فارمولا پیش کیا تھا اس کا پہلا نکتہ یہ تھا کہ ایسی عبوری حکومت تشکیل دی جائے جس پر مسئلے کے تمام فریق متفق ہوجائیں' جو کلی طور پر غیر جانبدار ہو اور غیر جانبدار افراد پر مشتمل ہو۔ ٹیکنوکریٹس میں سے ماہرین تعلیم' ریٹائرڈ جج اور سابق سفارت کار اس میں شامل ہوں' اور اس کی سربراہی کسی ایسے شخص کو دی

جائے جس نے نہ پہلے حکومت کی ہو اور نہ آئندہ اس کی حکومت مستقل حیثیت اختیار کرسکتی ہو ------ مجاہدین کے علاوہ اگر دوسرے فریق بھی ایسی حکومت کی تشکیل پر متفق ہوجائیں تو چھ ماہ کے اندر اندر یہ حکومت عام انتخابات کروا سکتی تھی' مہاجرین کی واپسی کے انتظامات کر سکتی تھی' اور منتخب لوگوں تک انتقال اقتدار کا پرامن راستہ تلاش کرسکتی تھی۔

مجاہدین کا پیش کردہ یہ حل زیادہ قابل عمل' زیادہ پرامن اور زیادہ منطقی تھا۔ لیکن چونکہ آزادانہ انتخابات میں مغربی طاقتیں اپنی مرضی کے نتائج حاصل نہیں کرسکتی تھیں' اس لیے یہ طاقتیں ایک غیر جانبدار حکومت اور آزادانہ انتخاب کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتی رہیں' اور مخلوط حکومت اور "لوئی جرگہ" کے ذریعے اپنی مرضی کی حکومت مسلط کرنے کے لیے کوشاں رہیں۔ الجزائر کے تجربے کے بعد' مغربی طاقتیں مسلمان ممالک میں جمہوریت کے بجائے سازشوں' فوجی ٹولوں اور فوجی و سول ڈکٹیٹروں کے ذریعے اقتدار پر قبضہ جمائے رکھنے ہی میں اپنی عافیت سمجھتی ہیں۔

اب یہ سراسر خدا کا فضل ہے کہ اس نے مغربی طاقتوں اور اقوام متحدہ کے ان سارے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ کسی بھی قسم کے منصوبے کی تکمیل سے پہلے نجیب نے ہمت ہار دی' اقتدار سے دستبردار ہوگیا' اور مجاہدین کابل کے دروازوں تک پہنچ گئے۔

آج افغانستان کے جہاد کا یہ مرحلہ ایک ایسا مرحلہ ہے جب اگر مجاہدین اتحاد و اتفاق' حکمت و تدبر اور جرات و حوصلے سے کام لیں تو چند ہی دنوں میں کابل میں اسلامی حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ مگر مجاہدین کے مقاصد کے مطابق افغان مسئلے کے حل کے راستے میں اب سب سے بڑی رکاوٹ خود مجاہدین کا وہ باہمی افتراق و انتشار ہے' جسے مغربی طاقتیں ہوا دیتی رہی ہیں۔ ہم ہر مجاہد رہنما کو یکساں عزیز رکھتے ہیں' ہر ایک سے محبت کرتے ہیں' سب کی یکساں تکریم کرتے ہیں' ہر موقع پر سب کی حمایت کی ہے' ان کی کمزوریوں کی پردہ پوشی بھی کی ہے' اور پس پردہ مخلصانہ نصیحت کا حق ادا کرتے رہے ہیں۔ مگر اب افغان جہاد کے اس آخری اور انتہائی سنگین و حساس مرحلہ میں ہم یہ بات کھلم کھلا کہنے کے لیے مجبور ہو رہے ہیں کہ اگر مجاہد لیڈروں نے امت کے اجتماعی مقاصد کے حصول کا یہ سنہری موقع صرف اپنی باہمی رقابت کی وجہ سے گنوا دیا تو برسوں کی قربانیاں بلا ثمر مدفون ہو جائیں گی' لاکھوں شہدا کی روحیں مضطرب ہو جائیں گی۔ ہم عبدالرحیم نیازی شہید' استاذ غلام محمد نیازی شہید' انجینئر حبیب الرحمان شہید' ڈاکٹر محمد عمر شہید' سیف الدین

شہید، ذوالفقار غفوری شہید اور مولوی حبیب الرحمان شہید اور اپنے لاکھوں شہید ساتھیوں کی توقعات پر پورا اترنے میں ناکام رہیں گے۔ لیکن اگر مجاہدین کی دو چار بڑی جماعتیں، جو ہر طرح سے ہم خیال ہیں اور عقیدے و مسلک کے کسی قسم کے اختلافات بھی ان میں نہیں ہیں، کامل اخلاص کے ساتھ یکجہتی کا فیصلہ کرلیں تو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی ان کی مرضی کے خلاف افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔

مجاہدین ہم سے زیادہ اس بات سے آگاہ ہیں کہ جہاد کے سبیل اللہ ہونے کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ وہ خالصتاً" للہ ہو، اللہ اور رسول کے علاوہ کوئی نیت اور مقصود نہ ہو۔ اگر نیت میں کسی قسم کی بھی ذاتی غرض شامل ہو جائے تو سارا جہاد اکارت بھی جا سکتا ہے۔ اسی طرح وہ اس بات سے بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے۔ جو مسلمان عمداً اپنے مسلمان بھائی کا خون بہائے، اس کا ٹھکانہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہے۔ اس لیے ہم پوری دردمندی اور دلسوزی کے ساتھ اپنے مجاہد بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ کم سے کم وہ خانہ جنگی سے، ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھانے سے، ایک دوسرے کا خون بہانے سے کلیتاً" اجتناب کریں۔ ہم ان سے یہ اپیل بھی کریں گے کہ وہ باہمی تنازعات کو ترک کر دیں، اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو)" اور "وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا (اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے)"۔ اور "وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ (اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی)"۔ اللہ تعالیٰ کی وہ تائید جس سے فتح نصیب ہو، دو چیزوں ہی سے نصیب ہو سکتی ہے۔ ایک نصرت الٰہی، دوسرے مومنین کی ایک ایسی جماعت جن کے دل محبت والفت کے سیمنٹ سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں۔

جس لمحہ افغان مجاہدین متحد ہو کر ایک حکومت تشکیل دے لیں گے، خواہ اس میں کسر و انکسار سے بھی کام لینا پڑے، اسی لمحے کابل کے دروازے ان کے لیے کھل جائیں گے۔

جہاد کے اس آخری مرحلے میں ایران اور پاکستان کا رویہ ناقابل فہم ہے۔

ایران نے انسانی بنیادوں پر امداد کے بہانے نجیب کے ساتھ تعلقات استوار کیے' اور اسے سہارا دینے کی کوششیں بھی کیں۔ اسی طرح ایک طرف تو ایران نے افغانستان میں شیعہ عناصر کو مسلح کر کے ان کے ذریعے اپنا اثر و رسوخ بڑھانا شروع کیا' اور دوسری طرف تہران میں فارسی بولنے والے ممالک کی ایک کانفرنس منعقد کر کے اس میں صرف فارسی بولنے والے افغانوں کو بھی مدعو کیا۔ اس طرح اس نے فارسی اور پشتو کی بنیاد پر افغانستان کی تقسیم میں بالواسطہ طور پر ملوث ہونے کی غلطی کی۔

اغیار کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے ایران کا بذات خود اس میں حصہ دار بن جانا زیادہ قابل افسوس اس لیے ہے کہ ایران نے ایک پڑوسی ملک ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے سالہا سال تک مہاجرین کو پناہ دی ہے اور بین الاقوامی سطح پر ہر مرحلے میں بڑھ چڑھ کر ان کی تائید کی ہے۔ اب اس آخری مرحلے میں بھی ایران کو ہر قسم کے فرقہ وارانہ یا لسانی تعصب سے بالا رہ کر' تقسیم کی اس امریکی و برطانوی سازش کا حصہ بننے کے بجائے' افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام میں اپنا بھرپور حصہ ادا کرنا چاہیے تھا۔

امریکہ' برطانیہ اور اس کے زیر اثر حکومتوں کی کوشش تو یہی ہے کہ پاکستان' ایران اور ترکی کے باہمی تعاون کی بجائے ان کو باہم متخاصم فریق بنا دیا جائے' اور انہیں وسطی ایشیا و افغانستان میں افہام و تفہیم کی بجائے الگ الگ اور باہم متصادم مقاصد کے لیے کوشاں کیا جائے' لیکن ہم اس جال میں کیوں پھنسیں؟

ان مجاہدین کو متحد کرنے کے لیے حکومت پاکستان بڑا اہم کردار ادا کر سکتی ہے' مگر بدقسمتی سے اس وقت حکومت میں کوئی ایک شخصیت بھی ایسی نہیں ہے جو افغان مسئلے کے تمام پہلوؤں کا مکمل ادراک رکھتی ہو' افغان عوام و قائدین کے حالات و نفسیات سے بخوبی واقف ہو اور کامل اسلامی جذبے کے ساتھ مسئلے کو حل کرنا چاہتی ہو۔ اس فیصلہ کن مرحلے میں بھی آگے بڑھ کر ثمرات حاصل کرنے کے بجائے حکومت تذبذب کا شکار رہی ہے اور خود کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے اقوام متحدہ کے ایک معمولی افسر بینن سیوان کی راہ تکتی رہی ہے۔ حالانکہ بینن سیوان کو مسلمانوں کے مسئلے اور مسلم مفادات سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ وہ تو خود ان لوگوں کا نمائندہ ہے جو مسلمانوں کے خلاف کھلم کھلا اپنے بغض کا اظہار کر چکے ہیں اور یہ بزدلانہ دھمکی دے چکے ہیں کہ مسلمانوں کی مسلسل زنجیر ہمارے لیے خطرہ ہے۔

اقوام متحدہ کے فارمولے کے ناقابل عمل ہونے کے باوجود حکومت پاکستان کا یہ کہنا کہ ہمیں

اس سے اتفاق ہے' بار بار اس پر عمل کی تلقین کرنا' اسی پر افغان مسئلے کے حل کو منحصر کر دینا' اس کے ضعف و تذبذب کی کھلی دلیل ہے۔ حکومتی پالیسیاں امریکہ کے زیر اثر ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب سے روس اور امریکہ نے طرفین کی امداد بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے تب سے حکومت پاکستان نے بھی مجاہدین کی امداد کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ حالانکہ یہی وقت تھا کہ ان کی امداد پہلے سے زیادہ بھرپور انداز میں کر کے مسئلہ افغانستان کو اپنے مطلوبہ نتائج تک پہنچا دیا جاتا۔ نہ صرف یہ بلکہ پاکستان نے نجیب حکومت کو سہارا دینے کے لیے بذریعہ ہوائی جہاز گندم کابل بھیجی' ظاہر شاہ اور نجیب کے ساتھیوں کو برسر اقتدار لانے کے لیے اقوام متحدہ کے ہر اقدام پر لبیک کہا۔

اس وقت پاکستانی حکومت اگر افغان مسئلے کو جہاد کے مطلوبہ مقاصد کے مطابق حل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو وسط ایشیا کی کنجی افغانستان کی صورت میں مسلمانوں کے پاس ہوگی۔ دنیا کے نقشے پر باہمی تعاون کرنے والی اسلامی ریاستوں کی ایک لڑی وجود میں آجائے گی۔ افغانستان کے راستے قرغیزستان' تاجکستان' اوزبکستان' قازقستان' اور ترکمانستان' کراچی کی بندرگاہ سے منسلک ہو جائیں گی' کیونکہ ان پانچوں ریاستوں کے لیے کراچی ہی سب سے قریبی اور مناسب بندرگاہ ہے۔

ہم پوری امید رکھتے ہیں کہ افغان جہاد کی قربانیاں بہر صورت ثمربار ہو کر رہیں گی' تمام مشکلات جلد دم توڑ دیں گی اور پاکستان و افغانستان کی تحریک اسلامی مل کر قافلہ جہاد کو حتمی منزل تک پہنچا کر دم لے گی۔ انشاء اللہ۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (الروم - ۴' ۵' ۶)

اللہ ہی کا اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اور وہ دن وہ ہوگا جبکہ اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر مسلمان خوشیاں منائیں گے۔ اللہ جسے چاہتا ہے نصرت عطا فرماتا ہے اور وہ زبردست اور رحیم ہے۔ یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے' اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا' مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔